ایک "عقیدہ بیسڈ" بیانیہ جو "اعمال" میں نرمی اور تدریج پر کھڑا ہو

حامد کمال الدین

چند برس پیشتر، پرنسپل علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور کی جانب سے مجھے گفتگو کرنے کی دعوت ملی، بہ سلسلہ ناموسِ رسالت۔ یہ مسئلہ اُن دنوں اتنا گرم تھا کہ فضا میں ایک جنون آگیا ہوا تھا۔ کالج آڈیٹوریم طلبہ و طالبات سے بھرا ہوا تھا جو ظاہر ہے "ناموسِ رسالت" کے لیے اپنے شوق کے زیراثر آئے ہوں گے کہ ماشاءاللہ ایک میڈیکل کالج نے کلاسیں روک کر اس پر پروگرام کروا دیا۔ گفتگو کرنے والے پینل میں سب سے مشہور شخصیت ایک ریٹائرڈ کھلاڑی تھے جو اَب ایک مبلّغِ دین ہیں۔ پہلا خطاب ان کا رہا، جس میں "چھ باتوں" کی وضاحت نے کچھ ایسا طول کھینچا کہ ایک تو اُن کے تقریر ختم کرنے تک ہال میں بمشکل بیس فیصد حاضری رہ گئی ہوگی۔ دوسرا، ظہر کی نماز قریب آلگنے کے باعث بقیہ مقررین کے حصے میں تھوڑے تھوڑے منٹ ہی آسکے۔ یوں اصل تقریر سمجھیے ایک ہی رہی۔ مگر وہ بات جو میرے لیے اس میں اصل تشویش ناک رہی، یہاں تک کہ کئی بار ٹوکنے کو جی چاہا، وہ تھی اس تقریر کی ایک پنچ لائن punch line جو تقریر کو سیمینار کے ٹاپک سے "جوڑنے" کے لیے گفتگو کے ہر ہر موڑ پر دہرائی جاری تھی:

[[پیارے بھائیو اور بہنو! دیکھیے نا رسولؐ سے محبت ہے تو پھر رسولؐ کی سنتیں ہماری زندگیوں میں،

ہمارے چہروں پر، بھی تو نظر آ رہی ہوتیں نا! یہ تو دعویٰ ہی نعوذ باللہ صحیح نہ ہوا کہ ہم نبی ﷺ پر فدا ہیں جبکہ نبی ﷺ کے طریقوں پر چلنے کی بات آئے تو ہم اس سے خالی ہوں"]] اَوکما قال، غفر اللہ لہ۔

چند بار تو انہوں نے اس مضمون کی کچھ بات بھی فرمائی کہ: [[پیارے بھائیو بہنو! یقین جانیے کفار ہم پر ہنستے ہوں گے جب وہ دیکھتے ہوں گے کہ جس نبیؐ کے طریقوں پر چلنے کے لیے ہم تیار نہیں، بس اس کے نام کے لیے ہم ان (کفار) کے ساتھ لڑنے لڑانے تک چلے جاتے ہیں]]!

قصہ کوتاہ... [[جذبہ ہم مسلمانوں کا بہت اچھا ہے کہ نبی ﷺ کی توہین ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے، بھائی خود میرے لیے ناقابل برداشت ہے، ایمان کا مسئلہ ہے یہ تو، کون مسلمان یہ برداشت کر سکتا ہے، لیکن...]]

اور یہ "لیکن" ویران ہوتے آڈیٹوریم کے لیے پریشان ہونے والوں کی جان نکال رہی تھی!

اس سے اگلے ہی دن شاید، جمعہ تھا جو مجھے معمول سے ہٹ کر کسی جگہ پڑھنا پڑا۔ ابتداءً اچھا لگا کہ خطیب "کرنٹ ایشو" پر بول رہا اور کچھ ایمانی جذبات جگا رہا ہے۔ لیکن تھوڑا آگے چل کر ایک نیا روٹ... محسوس تو یہ بھی ہوا کہ وہ پہلی ساری، تمہید تھی: [[دعوے نبی ﷺ کی محبت کے لیکن نماز امام ابوحنیفہ والی؟ یہ کونسی محبت ہے بھئی؟]] اور اس کے بعد کچھ "عملی" مثالیں جہاں خطیب کے خیال میں نبی ﷺ کی محبت کے دعویدار نبی ﷺ کو تنہا چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ ہو لیتے ہیں اور باوجود بلانے کے نبی ﷺ کی طرف مڑ کر دیکھنے کے روادار نہیں۔ غرض یہ "تعارض" رفع کروا دینے پر ہی جو ان کے تئیں

"دعوائے محبت" اور" عمل سے اس کا ثبوت دینے" میں ہے، خطبہ کا خاصا سارا زور رہا۔ (باوجود اس کے کہ خطیب کے سامنے بیٹھے ہوئے تقریباً سبھی لوگ "امام ابوحنیفہ والی نماز" پڑھنے کے نہیں تھے!!!) گویا یہ ایک الزامی بیانیہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کی "غلط محبت" کی نشاندہی کے لیے موقع بموقع براڈکاسٹ کر دیا جاتا ہے!

یہ دونوں واقعات میرے اپنے دیکھے ہوئے۔ تیسرا ایک واقعہ کچھ بااعتبار دوستوں سے سنا ہوا، ملک کی ایک نامور شخصیت سے متعلق جو دنیا بھر میں اپنے دروسِ قرآن کے لیے مشہور ہیں۔ "ناموسِ رسالت" کے مسئلہ پر چونکہ اُن دِنوں ایک بہت زیادہ ہائپ hype آئی ہوئی تھی، لہٰذا کچھ عقیدت مندوں کی جانب سے یہ فرمائش کر دی گئی کہ جہاں اس مسئلہ پر سب بول رہے ہیں کچھ زوردار سا ردِّ عمل ہماری جانب سے بھی... جس پر یہ شخصیت جلال میں آ گئیں : [[کیا ابھی ہماری تربیت ہوئی ہے؟ کیا ابھی قرآن ہم نے گھر گھر پہنچا لیا ہے"؟ کیا ابھی ہم نے پورے دین پر عمل کر لیا ہے؟]]۔ غرض اس مضمون کی کچھ باتیں، جس پر اہلِ عقیدت کی آنکھیں کھل گئی ہوں گی کہ ہنوز دِلی کتنی دور ہے! اس تیسرے واقعہ پر اُنہی دنوں ایقاظ میں ایک مضمون بھی لکھا گیا تھا : "چھ فٹ جسم والی دلیلِ متواتر!"، جس کی تفصیل وہیں سے لی جا سکتی ہے۔

ابھی ہم اپنے کچھ اسلامی دانشوروں کے بار بار ارشاد فرمائے جانے والے "کوٹ" نہیں دے رہے جن کا لب لباب یہ کہ [[امت جب تک اعلیٰ اخلاق اور خوبصورت رویّوں کا مظاہرہ کرنے اور ایک برتر

جمالیاتی حس کا ثبوت دے لینے سے قاصر ہے، اُس وقت تک کسی بہتری کی امید رکھنا ہی یہاں فضول ہے]]! جبکہ اس پر ان فُضَلاء کے ہاں مسلسل خاموشی کہ یہ معجزہ امت کی سطح پر رونما کرایا کیونکر جائے گا، جبکہ واقع میں تو یہ گراف ہم روز بروز نیچے جاتا دیکھ رہے ہیں۔

*****

یہاں میں صرف ایک ٹِچ دینا چاہوں گا (تفصیل اس کی ان شاء اللہ کسی اور مقام پر) کہ ہمارا برصغیر کا اسلامی بیانیہ "ملت" کے معانی کو محقَّق کرانے سے زیادہ "اعمال" کی اہمیت بتانے کے گرد گھومتا ہے؛ اور اسی پر اس کا زیادہ زور۔ یعنی اصل فوکس یہاں "اعمال" ہیں نہ کہ "اساسِ اعمال"۔ حتیٰ کہ بہت سے نیک حلقے اپنے دروسِ قرآن میں "شرک" کے مفہوم کو بھی زیادہ تر "خدا کے مقابلے پر نفس کی ماننے" میں ہی بھگتا جانے کی روش پر ہیں۔ جبکہ "توحید"، "عبادت"، "رب" اور "الہ" وغیرہ مفہومات کو زیادہ تر "اطاعت" کے تحت سمیٹنا! گویا مسئلے کی جڑیں کسی قدر گہری ہیں اور اپنے برگ و بار میں خوارج کے بعض مقررات کو غذا دیے جانے والی۔

*****

اب یہاں ہم جو سلسلۂ گفتگو چلانے جا رہے ہیں، صرف ایسا نہیں کہ وہ خاص اس ہنگامی حالت سے متعلق ہے جس سے آج ہم دو چار ہو گئے ہوئے ہیں، گو یہ صحیح ہے کہ ہماری یہ ہنگامی حالت ان موضوعات کو اٹھانے اور ہائی لائٹ کرنے کی کچھ غیر معمولی متقاضی ہو گئی ہوئی ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ

ان موضوعات کے واضح ہونے سے، جو کہ اصولِ اہل سنت کے کچھ نہایت معتبر مباحث ہیں، ہمیں اپنی اس ہنگامی حالت سے نکلنے کا راستہ بنانے اور ایک بڑی شاہراہ پر جاچڑھنے میں بہت کافی مدد ملتی ہے، تاہم ان مباحث کی اپنی حیثیت کوئی نری ہنگامی یا استثنائی قسم کی نہیں ہے۔

*****

یہ سلسلۂ گفتگو ذرا طویل رہے گا، حالیہ تحریر میں صرف یہ ایک ہی نقطہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ "اعمال" ہمارے دین میں "عقیدہ" کے تابع ہیں– یعنی بعد میں آتے ہیں– نہ کہ "عقیدہ" پر مقدم یا فائق :

"اعمال" کا "عقیدہ" پر کھڑا ہونا قوی تر ہے بنسبت "عقیدہ" کے "اعمال" پر کھڑا ہونے کے۔ "عقیدہ" کی یہ حیثیت کہیں زیادہ ہے کہ وہ ایک "عمل" کو معتبر کروائے یا پھر اسے باطل و کالعدم ٹھہرا دے، بنسبت "عمل" کی اس حیثیت کے کہ وہ "عقیدہ" کو معتبر کروائے یا سرے سے "عقیدہ" کو باطل کر دے۔

مسئلہ "عقیدہ" کا آجائے تو وہاں "اعمال" کا شور نہیں ڈالا جائے گا، نہ "اعمال" پر معاملے کو موقوف ٹھہرایا جائے گا۔

اب مذکورہ بالا مثالوں کے حوالہ سے ہی : "ناموسِ رسالت" ایک عقیدہ ہے۔ اِس کے اِظہار اور اِعلاء کے لیے :

1) نہ تو "اعمال" کا [[انتظار]] کروایا جائے گا کہ "پہلے" اپنے فلاں فلاں اعمال ٹھیک کر کے آ، فلاں فلاں سنتیں اپنے حلیے یا اپنے معمولات یا اپنی زندگی کا حصہ بنا کر دِکھا، اور اِس اِس انداز میں شرعی پردہ کی پابند ثابت ہو، اور "تب جا کر" نبی ﷺ کے لیے جوش میں آنے اور حمیت دِکھانے کی کوئی بات کرنا...

2) نہ "اعمال" پر معاملے کو [[موقوف]] رکھا جائے گا کہ نبی ﷺ کے لیے جوش میں آنے یا حمیت دکھانے کا "فائدہ" ہی تجھ کو کیا جب تیرے فلاں فلاں اعمال تو شریعت کے خلاف ہیں، یا فلاں فلاں سنتیں تو تیرے چہرے مہرے یا تیرے معمولات یا تیری زندگی سے ہی اوجھل ہیں، یا یہ کہ سر پر دوپٹہ تو تیرے ہے نہیں جبکہ نبی ﷺ کے لیے جوش یا محبت کا اتنا بے قابو اظہار!؟ گستاخی معاف، اپنے وہ سب اصلاح کار جو ایک بظاہر "گناہگار" امتی کو اسلام کی حرمتوں کی خاطر جوش میں آتا دیکھ کر، اس کی شدید شدید حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے، اور کسی بھی "اگر مگر اور البتہ لیکن" والی زبان سے مکمل دور رہتے ہوئے اس کی تحسین اور صرف تحسین کرنے اور بار بار اس کا شکر گزار ہونے اور اس کی بلائیں لینے کے بجائے... الٹا اس امتی کے "اعمال" یا "اخلاق" کا قصہ لے کر بیٹھ جاتے ہیں، اور اپنی اس "اصلاحی" مساعی سے اُس "گناہگار" کے نصرتِ مصطفیٰ ﷺ کی خاطر اٹھتے قدموں میں ذرا بھی سُستی یا تردُّد یا بے دلی لے آنے کا باعث بنتے ہیں... مجھے عرض کرنے دیجیے، ایسے اصلاح کاروں کو شریعت کی ترجیحات (اولویّات) کی ہوا تک نہیں لگی ہوئی۔ سچ تو یہ کہ

"دین" اور "عمل" کے مزاج سے ہی ان کو کوئی لگا نہیں، اگرچہ کتنے ہی باشرع ہونے کا زعم رکھیں۔ "یوٹوپیا" کچھ ہے تو وہ یہی۔ حق تو یہ ہوگا کہ سجدۂ شکر سے ہم داعیوں کے سر نہ اٹھیں کہ دو سو سال تک استعمار کے سکولوں یونیورسٹیوں سے پڑھ لینے اور اُس کے فلم ٹی وی تھیٹر اخبار میگزین کا "کونزیومر" رہنے کے باوجود امت کو ایسے "گناہگار" وافر دستیاب ہیں جن کے لیے اپنے رب یا اپنے دین یا اپنے نبی ﷺ کی توہین ہوتی دیکھنا ناقابلِ برداشت ہوا جاتا ہے اور جو ایسے کسی شاتم کی زبان کھینچ لینے کو بے چین ہو جایا کرتے ہیں۔ بلکہ ڈریں اس وقت سے جب یہ بھی نہ رہیں... یہاں پر جاری ایک خاص ابلیسی ڈیزائن کے خدانخواستہ رنگ لے آنے کی صورت میں، جب ایسے "گناہگار" بھی آپ کو چراغِ رخِ زیبا لے کر ڈھونڈنا پڑیں!

3) یہ تاثر بھی غلط ہوگا کہ امت کے اس بظاہر "بے عمل" طبقے کو ہم اپنی "سیاسی" یا "سٹریٹ پاور" سے وابستہ ضروریات کے لیے ہی دشمنِ اسلام کے ساتھ اپنی ایک مڈھ بھیڑ میں "استعمال" کریں گے (معاذاللہ)، خاص اسی مقصد کے لیے ہم ان کی تھوڑی واہ واہ کر دیں اور ان کی پیٹھ تھپک دیں گے، اور کچھ اسی ذہن سے ہم ان کو ہلہ شیری دیتے جائیں گے... جبکہ اجر وغیرہ تو ان بیچاروں کے لیے کیا ہونا ہے جب ان کے عمومی اعمال ہی شریعت کے مطابق نہیں!!! دیکھیں نا ایک بالکل بے پرد عورت! ایک صاف داڑھی منڈا فلمیں گانے سننے فحش تصویریں لگا رکھنے والا آدمی! نہایت گمراہ کن بات ہوگی کوئی اگر ایسا ذہن

رکھے۔ خدا غارت کرے ایسی سیاست یا سٹریٹ پاور کو جو اللہ و رسولؐ کی محبت سے سرشار مسلم عوام Muslim masses کی بابت ایسی کسی اپروچ پر کھڑی ہو اور جو یہ نظریہ رکھتے ہوئے کہ آخرت میں تو ان بنجاروں کے لیے اس پر کوئی اجر ہے اور نہ صلہ، ان کے مذہبی جذبات کو انگیخت اور ان کو خدا، نبیؐ اور دین کے واسطے دے۔ ایسے مقدس واسطوں کے ساتھ کھلواڑ کرنا تو بجائے خود پاپ ہوگا، کجا ہم یہ سمجھیں کہ ایسا کرکے ہم دین قائم کرنے اور ثواب کمانے کی راہ پر ہیں۔ اس کے برعکس؛ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر مسلم مرد اور عورت کو، قطع نظر اس سے کہ وہ کتنا ہی بڑا گناہگار رہے، اس کا کیا ہوا نیک عمل عنداللہ فائدہ دینے والا ہے۔ اصولِ اہل سنت اس معاملہ میں بہت واضح ہیں : وہ واحد چیز جو ایک مسلمان کا نیک عمل اکارت کردے، یعنی اسے کسی بھی اجر اور ثواب کے قابل نہ رہنے دے، اس کا مرتد ہونا ہے۔ اور تاوقتیکہ وہ مرتد نہیں ہوتا، اُس کی ہر وہ نیکی جو اُس نے خدا کو خوش کرنے کی نیت سے کی ہوگی اُس کے لیے عنداللہ فائدہ مند ہے۔ یہاں تک ممکن ہے کہ کوئی ایسا عمل جس میں خدا کو پانے کا جذبہ آدمی کے اندر کچھ غیر معمولی بول اٹھا ہو، وہ اس کے سارے ہی گناہوں کو دھوڈالنے، یعنی اس کی بخشش ہی کروا آنے، کا موجب ہوجائے۔ بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ، جی ہاں "پیشہ" کرنے والی ایک عورت، پیاسے کتے پر ترس کھا کر کنویں میں جا اترتی اور اس کے لیے پانی بھر لاتی ہے، تو اس کے عوض خدا اس کے سارے ہی گناہ بخشش ڈالتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا، تو امتِ محمدؐ کے خطاکار اپنے دین کی حرمتوں

پر فدا ہونے اور اپنے نبیؐ کے لیے جوش اور غیرت دکھانے پر کس دلیل سے محرومِ ثواب رکھے جائیں گے؟ خدا نے یہاں کے کس نیکوکار کو آکر کہا ہے کہ میں ان کو نہیں بخشوں گا یا اپنے نبیؐ کی ناموس کے لیے ان کی کسی مساعی پر اجر و ثواب نام کی کوئی شے میں ان کو نہیں دوں گا؟ الٹا اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ایسے کچھ حلیہ پرست اصحاب، اللہ و رسولؐ سے محبت رکھنے والے اُن "گناہگاروں" کے متعلق اپنے ان بے رحم گمراہ نظریات کی بنا پر پکڑے جائیں، جیسا کہ بنی اسرائیل ہی کے حوالے سے ہمیں یہ حدیث میں بتایا بھی گیا، کہ وہ شخص جو ایک مبتلائے گناہ کے متعلق یہ بول گیا تھا کہ بخدا تیری بخشش ہونے والی نہیں، اللہ نے اس سے کہا کہ تو کون ہوتا ہے مجھ پر قسماً بات کرنے والا، جا میں نے اس کو معاف کیا اور تیری نیکیاں اکارت۔ اللہ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔

یہاں سے؛ دورِ حاضر کے عام مسلم عوام Muslim masses کو، ان کی اِس حالت میں ہی، اور "اعمال" اور "اَخلاق" وغیرہ میں ان کو اپنی شرطوں پر پورا اتروائے بغیر بھی، کفر اور ارتداد کے خلاف اپنی اِس حالیہ جنگ میں بھرتی recruit کرنے کی ایک بنیاد ہمارے ہاتھ آتی ہے۔ اپنے تحریکی عمل میں یہ ایک بہت بڑا بریک تھرو break-through ہو گا اگر دانائی کے ساتھ اس کو اختیار کر لیا جائے۔ اس میں کئی تفصیلات ہیں، اور یہ مبحث ابھی ہمارے ہاں جاری ہے۔